قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر کے
کاروباری امور
متعلق خط و کتابت بنام
مینجر ہو

ایڈیٹر:- غلام نبی ٭ اسسٹنٹ - مہر محمد خان ٭

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح۔ نامۂ نیر
مغربی افریقہ میں احمدیت
دیو بندیوں کی دربا[illegible]
مولوی ثناء اللہ کا خلاف ایمان [illegible]
ہم اور ہمارے مخالفین
اخبارات پنجاب کا ذکر سرکاری پروپورٹس میں
خواجہ پیغام کا حملہ ناکام
حضرت چودھری الو کی فہرست
اشتہارات
خبریں

نمبر ۳ | مورخہ ۱۱ جولائی سنہ ۱۹۲۱ء | دو شنبہ | مطابق ۴ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۹ھ | جلد ۹

مدینۃ المسیح

اب کے ہائی سکول اور مدرسہ احمدیہ میں موسمی تعطیل ۱۵ ماہ اگست میں ہونگی۔ مینجر صاحب ہائی سکول اطلاع دیتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح کشمیر میں

ہفتہ زیر رپورٹ کے متعلق جو اطلاع موصول ہوئی ہے اس سے ظاہر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی صحت کو تبدیلی آب و ہوا نے فائدہ ہوا ہے۔ یکم جولائی کے جمعہ کی نماز ایک احمدی بھائی محمد اسمٰعیل صاحب سوداگر کے مکان پر پڑھی گئی۔ خطبہ اور نماز جناب حافظ روشن علی صاحب نے پڑھائی۔ بعد از نماز پانچ اصحاب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت کی۔ جناب حافظ صاحب موصوف نے حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح درس قرآن کریم شروع فرما دیا ہے

کر ہائی سکول ۱۴ اگست سے دو ماہ کے لئے بند ہوگا۔ جن طلباء کے والدین بچوں کو ان ایام میں یہاں رکھنا چاہیں وہ اطلاع دیں۔ نیز کرایہ وغیرہ اور لحاف یا بورڈنگ کے لئے جلدی روپیہ روانہ فرما دیں۔

نامۂ نیّر

مغربی افریقہ میں احمدیت

سلسلہ تقاریر۔ سلسلہ ملاقات۔ آمد مسیح کی خبر

نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب از لیگوس نائیجیریا ۱۹ مئی سنہ ۲۱ء

۱۲ پبلک تقریریں جس روز سے میں لیگوس میں آیا ہوں۔ اس دن سے برابر زور سے بفضلہ تعالیٰ سلسلہ تبلیغ شروع ہے۔ جمعہ اور نکاح کے تین خطبوں اور درس قرآن حدیث و فقہ کے علاوہ پبلک کی درخواست پر ایک ماہ کے قیام میں خاکسار نے ۱۲ پبلک تقریریں کی ہیں۔ حاضرین کی تعداد ۵۰۰ سے لے کر اب ۵ ہزار سے زیادہ ہونے لگی ہے۔ ہر شخص کو شوق ہے کہ اس کے نزدیک والے چوک میں تقریر ہو۔ اسوقت تک مفصلہ ذیل مضامین پر تقاریر ہوئی ہیں:۔

(۱) وفات مسیح (۲) آمد مسیح موعود (۳) توحید باری تعالیٰ (۴) روزہ اور اس کی فلاسفی (۵) محمد رسول اللہ کامل نمونہ ہیں (۶) محمد رسول اللہ و یسوع مسیح ہر دو کی تعلیم کا مقابلہ (۷) مساجد کو آباد کرو اور درگذر سے کام لو (۸) اصلاح بین الناس (۹) قرآن کریم خدا تعالیٰ کی رسی ہے (۱۰) بد رسومات سے بچو (۱۱) بائبل محرف ہے (۱۲) محمد رسول اللہ بائبل میں۔

سلسلہ سوالات سوالات کا سلسلہ پوری دلچسپی کے ساتھ جاری ہے۔ تعلیم یافتہ مسیحی و مسلمان برابر جلسوں میں آتے سوالات کرتے اور پوری تسلی ہوگئی ہے کہکر رخصت ہوتے ہیں۔ سوالات خوبصورت لکھے ہوئے یا ٹائپ کئے ہوئے سکرٹری انجمن احمدیہ کے پاس

بھیجے جاتے ہیں۔ وہ ترتیب دیکر میرے حوالے کرتے ہیں اور میں تقریر کے بعد ان کا جواب دیتا ہوں۔ ان سوالات سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ یہاں کے مسلمانوں کی حالت کیسی ہے اور کہ ملانوں نے کیا کیا بگھار رکھا ہے۔ ایک سوال حسب ذیل ہے:-

(1) It is a general belief of the Muslim in Lagos that during Koranic Education, if a young man, there are certain stages, where he has to make some sacrifices viz:- Beans, hen, goat and ram. When he gets to سورۃ البقرہ a big cow has to be sacrificed. One there lawful

یہ لیگوس کے مسلمانوں کا ایک اعتقاد ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کے دوران میں نوجوان طالب علم کو بعض سورتوں کے اختتام پر خاص قربانیاں کرنی چاہئیں۔ یعنی چنے، مرغی، بکری اور دنبہ وغیرہ کی قربانی خاص خاص مراحل پر کرنی چاہئیں۔ اور جب طالب علم سورۃ بقرہ پر پہنچے تو ایک بڑی گائے قربان کی جائے۔ کیا یہ جائز ہیں؟
بعض سوالات عمدہ اور علمی ہوتے ہیں مثلاً

(2) Can Muslims believe in predestination

(3) is Kunut lawful during morning prayer

(۲) کیا مسلمان مسئلہ تقدیر پر ایمان لا سکتے ہیں؟
(۳) کیا دعا قنوت کا نماز فجر میں پڑھنا جائز ہے؟

سلسلہ ملاقات تمام شہر لیگوس میں میری آمد سے ایک قسم کی حرکت پیدا ہو گئی ہے۔ مسلمان خوش ہیں کہ ایک مسلم مشنری ان کے شہر میں آیا ہے۔ مسیحی حیران ہیں کہ مسلمان بھی مشنری ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہاں کا عیسائی مسلمان کو اسی نظر سے دیکھتا ہے جس نظر سے ہندوستان کا برہمن شودر کو دیکھا کرتا تھا۔ خیالات کی اس کشمکش میں اکثر لوگ احمدیت کی طرف مائل ہیں۔ روزانہ سلسلہ ملاقات گھر پر اور دوسروں کے مکانات پر جاری ہے۔ شرفاء اور رؤساء سے ملکر انکو تبلیغ شروع کر دی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ روزانہ کوئی نہ کوئی متلاشی حق احمدیت قبول کر لیتا ہے۔ رؤسا کی ملاقات کا سلسلہ انشاء اللہ اچھے نتائج پیدا کر رہا ہے۔ کئی ایک مسلمان رئیس بہت متاثر ہیں۔ بت پرست بادشاہ لیگوس نے خواہش ظاہر کی ہے کہ میں اس سے ملوں اور اسے وعظ کروں۔ کیا عجب ہے کہ یہاں بھی اللہ تعالیٰ یدخلون فی دین اللہ افواجاً کا منظر دکھائے۔

سفید مولوی اس ملک میں واعظین اور علماء کو "الفا" کہتے ہیں۔ اور میرا نام شہر میں white alfa (وائٹ الفا) یا سفید مولوی ہے چونکہ سفید آدمی کا اس ملک پر بہت اثر ہے۔ اور لوگوں میں اسے نہایت احترام اور عزت سے دیکھا جاتا ہے۔ اسلئے تمام سیاہ ملاؤں کے مقابل عام آدمی اور تعلیم یافتہ نوجوان میری بات کو توجہ سے سنتا ہے اور ہر مسئلہ میں میرا فتویٰ صحیح سمجھا جاتا ہے۔ الحمد للہ۔ ملاؤں پر خدا کے فضل سے اسقدر رعب ہے۔ کہ جب ان سے کوئی سوال میرے بتائے ہوئے مسائل پر کیا جاتا ہے۔ تو وہ صرف یہ جواب دیتے ہیں۔ جاؤ سفید مولوی سے پوچھو۔

زبان کی دقت چونکہ ساحل مغربی افریقہ کے مختلف مقامات پر لوگ مختلف زبانیں بولتے ہیں۔ اور ایسا ہی اندرون ملک کا حال ہے۔ اور اکثر لوگ انگریزی نہیں سمجھتے اسلئے عوام کے ساتھ گفتگو ترجمان کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ بعض اوقات لوگ ملنے آتے ہیں اور ترجمان نہیں ہوتا۔ اسوقت سوائے السلام علیکم یا Welcome یا E Kabo ایکابو کے اور کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ ملازمین کے ساتھ ایسی ہی دقت پیش آتی ہے۔ مثلاً میرے Rikshaw boys (رکشا کے لڑکے) ایک یوروبا اور دوسرا افینٹی ہے۔ وہ ایک دوسرے کی بات نہیں سمجھتے اور میں انکی بات نہیں سمجھتا۔ اول الذکر کچھ کلمات انگریزی کے اور موخر الذکر چند کلمات عربی کے جانتا ہے اشاروں سے بات کرنی پڑتی ہے۔ اس دقت کو محسوس کر کے میں دعا کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مغربی افریقہ کے مشن کو اسقدر ترقی دے کہ ہر مقام پر ایک مبلغ رکھا جا سکے۔ جو مقامی زبان سمجھے اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ ناممکن نہیں۔

احباب کرام میرے دوست اپنے نہایت دور افتادہ بھائی کے لئے دعا فرماویں۔ اور متواتر دعا کرتے رہیں۔ کیونکہ ان ممالک میں صرف آب و ہوا، غیر موافق غذا سے مقابلہ ہی نہیں بلکہ باقاعدہ سالہا سال سے قائم شدہ متمول مسیحی وفود کی تبلیغ کی اندرونی سازشوں اور کوششوں سے بھی جنگ ہے۔ ان کے علاوہ ایک اور دشمن ہے وہ جہالت کا فرزند اور سیاہ ملا ہے جو سابقہ بت پرست "بروہت" کی طرح مسلمان ہو کر بھی "جادو" پر گذارہ کرتا ہے۔ "جوجو" کی پرستش گو اس نے بظاہر چھوڑ دی ہے مگر حقیقتاً اسے دوسرے نام سے عمل میں لا رہا ہے۔ جہلاء کو تعویذ دیکر "وصل" اور "فصل" کے منتر لکھ کر اور دشمن کی موت کیلئے خفیہ طور پر زہریلی بوٹیوں کا استعمال کر کے کرامت دکھلانے پر اس کا گذارہ ہے ایسے دشمنان دین سے یہاں بہت خطرہ ہے۔ اسلئے میں نہایت ادب سے اور بہت منت سے دعا کا ملتجی ہوں۔

احمدی جماعت کا اخلاص ناجیریا کی جماعت خدا کے فضل سے مخلصین کی جماعت ہے۔ وہ حضرت نبی اللہ جری اللہ مسیح پاک کے شیدا اور قادیان کے نام پر عاشق ہیں۔ لاہوری نفاق کا کوئی شائبہ انمیں سے کسی میں نہیں۔ مگر وہ بدعمل آدمی کو تنبیہ کرنے کے بعد جماعت کی ممبری سے معطل کر دیتی ہیں۔ ضبط قائم رکھنا مجلس منتظمہ اپنا فرض سمجھتی ہے۔ میری موجودگی میں بے قاعدگی اور "بائی لاز" کی خلاف ورزی کرنیوالے ممبروں کو اجلاس انجمن میں بلا کر جواب کا موقعہ دیا گیا۔ اور معافی یا سزائیں دی گئیں۔ ہر ممبر کو کچھ نہ کچھ تکلیف برداشت کرنی پڑی ہے اور نئے آنیوالے جماعت کے ساتھ سوچ سمجھ کر شامل ہوتے ہیں۔ عہدیداران و مخصوص ارکان انجمن لیگوس میں اسلام کا نمونہ اور اپنے تقویٰ میں ممتاز ہیں گورنمنٹ نے انکی ہستی بطور ایک مہذب منتظم جماعت کے تسلیم کر لی ہے اور تمام سرکاری اطلاعات انکو بہم پہنچائی جاتی ہیں بعض ممبر بسلسلہ ملازمت ناجیریا کے دوسرے حصوں میں ہیں۔ انمیں سے ایک کے خط سے ذیل کا اقتباس اس جماعت کے اخلاص کا اظہار کرتا ہے۔

اخویم نور الدین ایڈو سے پورٹ ہارکوٹ سے مسٹر جبرائیل ہارٹن جنرل سیکرٹری کو لکھتے ہیں:-

Hope our good missionary arrived safely. Is he still on the same flying or stay and do us some good.

I wish I have wings like bird I would have flown across the mighty Ocean to come and have a grip and kiss of a man from Home the Home of the Holy one.

Oh have a wireless station here and he the sender and I receiver to receive direct the good news of Home

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۔ ۱۱ جولائی ۱۹۲۱ء

دیوبندیوں کی دربارہ مباہلہ ذلت و رسوائی

مباہلہ و مناظرہ سے فرار کا اعتراف

اور

مضطربانہ حرکات

ہمارے مقابلہ میں علمار دیوبند کو جس قدر رسوائی اور ذلت اٹھانی پڑی۔ وہ تو اسی سے ظاہر ہے۔ کہ ہمارا جو اشتہار ۲۵ جنوری ۱۹۲۰ء کو شایع ہوا۔ اور بذریعہ رجسٹری اسی وقت ان کو پہنچا دیا گیا۔ اس کے متعلق قلم اٹھانے کے لئے ایک سال سے بھی زیادہ عرصہ تک انہیں توفیق نہ آئی۔ حالانکہ اس دوران میں ہماری طرف سے ایک بار نہیں، دو بار نہیں بلکہ تین بار پُرزور الفاظ میں جواب کا مطالبہ کیا گیا۔ چنانچہ اپنے اشتہار ۲۵ جنوری ۱۹۲۰ء کے بعد ۲۹ مارچ ۱۹۲۰ء کے الفضل میں "کہاں ہیں علمار دیوبند" کے عنوان سے دیوبند کے قریباً تمام کے تمام مولویوں کو نام بنام مخاطب کرتے ہوئے لکھا گیا:۔

"علمار دیوبند کہاں ہیں کیا کر رہے ہیں۔ برسر ظہور جلوہ فرما ہوں۔ ہم مشتاق ہیں۔ منتظر ہیں۔ راستہ تکتے ہیں۔ مگر آہ!

وہ تو غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں

حضرات علمار دیوبند ہمارے آخری اشتہار کو پڑھئے اور سب مل جل کر جواب مرحمت فرمائیے"

اسی مضمون کو جماعت احمدیہ میرٹھ نے بذریعہ علیحدہ اشتہار شایع کر کے خاص دیوبند اور نواح دیوبند میں بکثرت تقسیم کرایا۔ لیکن دیوبندیوں کی مدہوشی میں کوئی فرق نہ آیا۔ اس کے بعد ۳ جون ۱۹۲۰ء کے الفضل میں "کیا علمار دیوبند ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئے" ایک اور مضمون لکھا گیا۔ اور اُسے بھی جماعت احمدیہ میرٹھ نے الگ چھپوا کر شایع کیا۔ اور دیوبند پہنچایا اسمیں دیوبندیوں کے وہ دعوے درج کر کے جو انکی طرف سے ابتدا میں بڑے زور شور کے ساتھ پیش ہوئے تھے۔ بتایا گیا کہ:۔

"شاید وہ لوگ جو ہمارے مقابلہ میں ہر کس و ناکس کی تحریر کو وقعت دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ دیوبندی اشتہارات کے اس قسم کے فقرات میں بھی کچھ حقیقت سمجھتے ہوں۔ اور انہیں خیال ہو۔ کہ جب اس زور شور سے علمار دیوبند کی طرف سے مباہلہ کرنے پر آمادگی ظاہر کی جا رہی ہو تو وہ ضرور مباہلہ کر کے ہی رہینگے۔ لیکن ایسے لوگوں کو ہم نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دیتے ہیں کہ علمار دیوبند نے اپنے قول و قرار کو پس پشت ڈالتے ہوئے اور اپنے ہوا خواہوں کی امیدوں کا خون کرتے ہوئے مباہلہ کے معاملہ میں بالکل خاموشی اختیار کر لی ہے۔ ان کی تمام فقرہ بازیاں ختم ہو گئی ہیں۔ ان کا سارا جوش و خروش کافور ہو گیا ہے"

ہمارا یہ اشتہار بھی دیوبندیوں کی مہر خموشی کو نہ توڑ سکا اور انھوں نے ایک لفظ تک ہمارے جواب میں نہ لکھتے ہوئے مباہلہ سے فرار کو خود تسلیم کر لیا۔

اس کے بعد جب قادیان میں غیر احمدیوں کے جلسہ کا اشتہار شایع ہوا۔ اور اسمیں شامل ہونے والے لوگوں میں مولوی عبدالسمیع کا نام ہماری نظر سے گذرا۔ تو ہم نے ۲۴ فروری ۲۱ء کے "الفضل" میں "مولوی عبدالسمیع صاحب دیوبندی مطلع رہیں" کے عنوان سے ایک مضمون شایع کیا جسمیں لکھا کہ:۔

"کیا ہم امید رکھیں کہ اگر مولوی عبدالسمیع صاحب نے قادیان آنے کی جرأت کی۔ تو ہمارے اشتہار کا جواب بھی لیتے آئینگے۔ اور وہ وجوہات پیش کرینگے جن سے مجبور ہو کر انہیں مباہلہ سے فرار اختیار کرنے کے سوا چارہ نہ رہا۔ اور اتنے عرصہ تک ہمارے اشتہار کا جواب نہ دیا"

اسکے ساتھ ہی یہ بھی کہدیا گیا تھا کہ:۔

"ہم مولوی صاحب کو قبل از وقت اطلاع دیتے ہیں۔ کہ وہ ضرور ہمارے آخری اشتہار کا جواب لیکر آئیں۔ ورنہ اندازہ کر لیں۔ کہ انہیں کسقدر شرمندگی اور ندامت برداشت کرنی پڑیگی"

یہ مضمون بھی مولوی عبدالسمیع کو پہنچا دیا گیا۔ اس پر جب اُنہوں نے اور اس کے ساتھیوں نے دیکھا کہ ہمارے مواخذہ سے بچنے کا ان کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے اور غیر احمدیوں کے جلسہ میں شمولیت جس کے لئے نہ معلوم انھوں نے کیا کیا خیالی پلاؤ پکائے ہونگے۔ اور کیا کیا اُمیدیں باندھی ہونگی۔ ان کے لئے کوئی آسان بات نہیں ہے تو جنوری ۱۹۲۱ء کا چھپا ہوا ایک رسالہ مارچ ۱۹۲۱ء میں ہمارے پاس بھیجدیا۔ اور اس سے اپنے دل کو تسلی دے لی۔ کہ شاید اس طرح مطالبہ جواب سے رستگاری حاصل ہو جائے۔ لیکن چونکہ یہ ہمارے اشتہار کا قطعاً جواب نہیں تھا۔ جیسا کہ آگے چل کر ثابت کیا جائیگا۔ اس لئے ہم نے غیر احمدیوں کے جلسہ پر بذریعہ اشتہار بڑے زور کے ساتھ جواب کا مطالبہ کیا۔ اور لوگوں کو ان کے فرار کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھا کہ:۔

"اگر آپ لوگوں کو ان کے (دیوبندیوں کے) فرار میں کسی قسم کا شک و شبہ ہو۔ تو مولوی عبدالسمیع صاحب دیوبندی سے بالمشافہ پوچھ لیجئے۔ کہ انھوں نے بحیثیت قائم مقام علمار دیوبند کیوں ہمارے اس اشتہار کا جواب شایع کر کے ہمیں نہیں بھیجا۔ جسے ان کے پاس پہنچے ہوئے ایک سال سے بھی زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ لیکن اس سوال کا جواب ان کے پاس سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ علمار دیوبند مباہلہ سے بھاگ گئے"

ہمارے اس اشتہار کے جواب میں یہاں نہ تو مولوی عبدالسمیع کو کچھ کہنے کی جرأت ہوئی، نہ مولوی انوار اللہ صدر مدرس دیوبند نے کچھ کہا۔ اور نہ مولوی حبیب الرحمن نائب مہتمم دیوبند

14

نے کچھ ارشاد فرمایا۔ حالانکہ ان کو تقریر کرنے کے لئے سب سے آخر کافی وقت ملا تھا۔ لیکن جب اس اشتہار کو شائع ہوئے قریباً دو ماہ گذر چکے۔ تو ۱۵ اپریل ۱۹۲۱ء کا دیوبند سے شایع شدہ۔ ایک اشتہار ہمیں پہونچا۔ جس میں مولوی عبدالسمیع نے اپنی بدزبانی اور گندہ دہنی کا کافی سے زیادہ ثبوت دیتے ہوئے ہم پر " مکاری - دہوکہ دہی عیاری اور حیلہ سازی" کا الزام لگایا ہے۔ اور ثبوت یہ پیش کیا ہے کہ :-

" ناظرین خیال فرمائیں کہ ہمارا اشتہار نمبر ۱۲ جو جماعت قادیان کے آخری اشتہار نمبر ۱۱ کا جواب ہے۔ ۱۴ مارچ ۱۹۲۱ء کو دیوبند سے روانہ ہوا۔ مرزا محمود صاحب کے نام علیحدہ اور ایڈیٹر الفضل کے نام علیحدہ جوابی رجسٹری کی گئی۔ ۱۷ مارچ کو یہ دونوں رجسٹریاں دونوں کو وصول ہوگئیں۔ اور ساتھ ہی انجمن اسلامیہ قادیان میں یہ اشتہار بھیجے گئے۔ اور اس کے علاوہ ۱۹ مارچ کو ہم نے خود قادیان میں یہ اشتہار تقسیم کئے۔ اس حالت میں ۲۱ مارچ کو اس مضمون کا اشتہار شایع کرنا کہ مولوی عبدالسمیع صاحب نے ہمارے اشتہار کا جواب شایع کر کے ہمارے پاس کیوں نہیں بھیجا کیا جماعت قادیان کا صریح جھوٹ نہیں ہے اور کیا اس کا مقصود مسلمانوں کو دہوکہ میں ڈالنا نہیں ہے "

اس فضول گوئی سے مولوی عبدالسمیع کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے اشتہار پر" ۲۱ مارچ ۱۹۲۱ء کی جو تاریخ ثبت ہے وہ درست نہیں۔ کیونکہ ۱۷ مارچ کو اس کی طرف سے ہمارے آخری اشتہار کا جواب ہمیں مل گیا تھا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ۱۷ مارچ کو جو کچھ ہمیں ملا۔ اور جسے مولوی عبدالسمیع نے ۱۹ مارچ کو خود تقسیم کرنے کا دعویٰ کیا۔ وہ ہمارے اشتہار کا جواب بھی ہے یا نہیں۔ ہم پوچھتے ہیں۔ اگر یہ ہمارے اشتہار کا جواب تھا۔ تو کیوں اسوقت ہمیں نہ بھیجا گیا۔ جبکہ ۹ مارچ ۱۹۲۰ء کے الفضل میں ہم نے مطالبہ کیا تھا۔ پھر اسوقت کیوں نہ ارسال کیا گیا۔ جبکہ ۳۰ جون کے الفضل میں مکرر دریافت کیا گیا۔ اور اگر ۲۵ جنوری ۱۹۲۰ء سے لیکر (جبکہ ہمارا آخری اشتہار شائع ہوا) جنوری ۱۹۲۱ء تک (جو کہ دیوبندی اشتہار پر ثبت ہے) سال بھر دیوبندیوں کو ہمارے اشتہار کا جواب تیار کرنے میں مصروف رہنا پڑا۔ تو کیوں انھوں نے جنوری ۱۹۲۱ء میں اسے چھاپ کر اپنے گھر میں رکھ چھوڑا۔ اور ہمارے پاس نہ بھیجا۔ اگر وہ اسے ہمارے اشتہار کا فی الواقع جواب سمجھتے تھے۔ تو کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ اسے ہم سے چھپائے رکھتے اور ہمارے پاس بھیجنے کی جرأت نہ کرتے۔ خاص کر اس صورت میں جبکہ ہماری طرف سے بار بار پرزور الفاظ میں جواب کا مطالبہ ہو رہا تھا۔

بات اصل میں یہ ہے۔ کہ دیوبندیوں نے لکھنے کو تو ۳۶ صفحہ کا رسالہ لکھ دیا۔ لیکن جو کچھ اسمیں لکھا۔ اسکی حقیقت سے ناواقف نہ تھے۔ اور خوب اچھی جانتے تھے۔ کہ سوائے ایسی باتیں شائیں کے ہمارے جواب میں ان سے کچھ نہیں بن پڑا۔ اس لئے اس رسالہ کو ہمارے پاس پہنچانے کی انہیں جرأت نہ ہوئی۔ لیکن جب غیراحمدیوں کے جلسہ میں شمولیت کا شوق انہیں چرایا۔ اور ادھر ہماری طرف سے اطلاع دی گئی۔ کہ اگر آؤ تو جواب لیکر آنا۔ تو اپنی ندامت اور شرمندگی کو یہ کہکر مٹا سکنے کے لئے کہ ہم نے تو " قادیانی اشتہار ۱۱ کا جواب مفصل و مبسوط سوا دو جزو میں " دیدیا ہے۔ غیراحمدیوں کے جلسہ سے چند دن قبل وہی بوسیدہ رسالہ ہمیں بھیجدیا جو پہلے کسی تہ خانہ میں چھپائے بیٹھے تھے۔

پس جبکہ دیوبندیوں نے اپنے اس رسالہ کو غیراحمدیوں کے جلسہ پر آنے کے ارادہ اور اس موقعہ پر ہماری طرف سے مطالبہ سے قبل اسے ہمارے اشتہار کا جواب ہی نہیں سمجھا تھا۔ اور بطور جواب ہمارے سامنے پیش کرنے کی جرأت ہی نہیں کی تھی۔ تو پھر ہمارے اشتہار مشتہرہ ۲۱ مارچ ۱۹۲۱ء کو جسمیں جواب کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ کس منہ سے دھوکہ دہی قرار دے دیا گیا۔ ہم نے اسی لئے مذکورہ بالا اشتہار شایع کیا تھا کہ اسوقت تک دیوبندیوں سے ہمارے اشتہار کا کوئی جواب نہیں بن پڑا تھا۔ اور جو رسالہ اس موقعہ پر ہمیں دیا گیا تھا۔ وہ محض دفع الوقتی کے لئے ایک حیلہ تھا۔

اس سے ثابت ہوا کہ جس رسالہ کو ہمارے اشتہار کے جواب کے طور پر اب پیش کیا جاتا ہے۔ اس کو خود دیوبندیوں نے باوجود ایک سال کی محنت اور مشقت کے بعد تیار کرلینے کے اس قابل نہیں سمجھا تھا۔ بلکہ چھپوا کر اس کو گھر میں محفوظ رکھنا ہی مناسب قرار دیا تھا۔

اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ رسالہ بھی اس بات کی شہادت دے رہا ہے۔ کہ اسمیں ہمارے اشتہار کا جواب نہیں ہے بلکہ مباہلہ سے کھلے کھلے فرار کا اقرار موجود ہے۔

وہ سب اصحاب جو شروع سے ہماری اور دیوبندیوں کی تحریروں سے واقف ہیں۔ جانتے ہیں۔ کہ ہم انہیں مباہلہ کی طرف بلاتے ہیں۔ اور وہ اس کے متعلق ایچا پیچی کر رہے ہیں۔ کچھ عرصہ ان کا بڑا زور مناظرہ پر رہا۔ حالانکہ مباہلہ کے لئے اس قسم کے مناظرہ کی جیسا کہ وہ پیش کرتے تھے کوئی ضرورت ہی نہ تھی۔ پھر جب ان کی اس ہٹ کو بھی توڑ دیا گیا۔ اور مناظرہ اور مباہلہ کے متعلق شرائط پیش کئے گئے۔ تو وہ ان پر اڑ بیٹھے۔ اور نہایت بیہودہ اور لغو بحثیں شروع کر دیں۔ تاکہ نہ شرائط طے ہوسکیں اور نہ مناظرہ۔ اور نہ مباہلہ کی نوبت آنے پائے۔ آخر جب ہم نے اس پہلو میں بھی ان کا ناطقہ بند کر دیا۔ اور انکی بیہودہ سرائی کو پبلک میں واضح کر دیا۔ تو بالکل ساکت ہوگئے۔ اور ایک سال تک باوجود مطالبے کرنے کے کچھ بھی نہ لکھ سکے۔ آخر جوں توں کر کے مجبوراً ایک رسالہ لکھا۔ جسمیں اپنی مخلصی کے لئے مناظرہ اور مباہلہ سے فرار کا ثبوت یہ لکھ کر دیدیا کہ :-

" مباہلہ و مناظرہ کی حاجت باقی نہ رہی۔ بلکہ مباہلہ سے جو غرض غائت تھی۔ یعنی امتیاز حق و باطل و ابطال مذہب قادیانی تھی۔ وہ حاصل ہوگئی۔ کیونکہ جماعت قادیان مباہلہ و مناظرہ تو مرزا صاحب کے نبی و مرسل من اللہ ہونے پر کرتے ہیں۔ اور جبکہ مرزائیت کا قصر منہدم ہو گیا۔ تو اب مباہلہ کس غرض کے لئے کیا جاتا ہے "

ناظرین کرام غور فرمائیں کہ کیا جس رسالہ میں یہ الفاظ درج ہوں۔ وہ ہمارے اس اشتہار کا جواب کہلا سکتا ہے۔

جسمیں مناظرہ اور مباہلہ کی طرف لانے کی کوشش کی گئی ہو یا مباہلہ اور مناظرہ سے فرار کا اقرار نامہ ہے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ مناظرہ اور مباہلہ سے فرار کا کھلا کھلا اعتراف ہے۔ پس اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد بھی ہمارا حق تھا کہ ہم اپنے اشتہار کے جواب کا مطالبہ کرتے اور اسی لئے ہم نے غیر احمدیوں کے جلسہ پر دیوبندیوں کے آنے کو غنیمت سمجھ کر ان سے ۱۳ مارچ ۱۹۲۱ء کے اشتہار میں مطالبہ کیا تھا۔ جس کے جواب میں وہ ایک نقطہ بھی لکھنے کی جرأت نہ کرسکے۔ اور اب ایک عرصہ کے بعد جب اس ناکامی اور نامرادی کا بخار اترا۔ جو انہیں قادیان آنے پر نصیب ہوئی تھی۔ اور جس کا مفصل ذکر ہم غیر احمدیوں کے جلسہ کی روئداد مندرجہ الفضل ۳۱ مارچ ۱۹۲۱ء میں طرح کر چکے ہیں۔ تو لگے باتیں بنانے۔

مولوی عبد السمیع سن لے۔ اور خوب اچھی طرح کان کھول کر سن لے۔ کہ جس اشتہار کا حوالہ دیکر وہ اب یہ بتانا چاہتا ہے۔ کہ اس میں ہمارے اشتہار کا قریباً سوا سال کے طویل عرصہ کے بعد جواب دیا گیا ہے۔ وہ جواب نہیں ہے۔ بلکہ مناظرہ و مباہلہ سے فرار کی دستاویز ہے۔ جو اس نے سارے دیوبندیوں کی طرف سے ہمیں لکھ کر دی ہے۔ اس صورت میں نہ صرف ہمارا ۱۳ مارچ ۱۹۲۱ء کو اشتہار شائع کرنا بالکل جائز اور درست تھا۔ بلکہ اب بھی ہمیں وہی کہنے کا حق حاصل ہے۔ جو اس اشتہار میں کہا گیا۔

باقی رہا اس کا یہ کہنا کہ "مباہلہ و مناظرہ کی حاجت باقی نہیں رہی" کیوں اس لئے کہ "مباہلہ سے جو غرض و غایت تھی۔ یعنی امتیاز حق و باطل و بطلان مذہب قادیانی تھی۔ وہ حاصل ہو گئی" "اور جبکہ مرزائیت کا قصر منہدم ہو گیا۔ تو اب مباہلہ کس غرض کے لئے کیا جاتا ہے"۔ اس کے متعلق سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ دیوبندیوں سے اس ذلت و رسوائی کے صدمہ نے بصیرت کے ساتھ بصارت بھی چھین لی ہے۔ اور وہ لھم قلوب لا یفقھون بھا و لھم اعین لا یبصرون بھا و لھم اذان لا یسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم اضل اولئک ھم الغفلون کے پورے پورے مصداق بن گئے ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ تو دن بدن احمدیت کی صداقت اور حقانیت کے عظیم الشان ثبوت پیش کر رہا ہے۔ روز بروز سینکڑوں اور ہزاروں انسان احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور تمام دنیا میں احمدیت کا شور مچ گیا ہے۔ لیکن دیوبند سے آواز آتی ہے۔ کہ انہیں "بطلان مذہب قادیانی" کی غرض حاصل ہو گئی۔ اور ان کے ذریعہ "مرزائیت کا قصر منہدم ہو گیا"۔ کیا کسی مذہب کے بطلان کی غرض اسی طرح حاصل ہوا کرتی ہے۔ کہ اس کی ترویج اور اشاعت میں نہ صرف کسی قسم کی کمی نہ واقع ہو۔ بلکہ وہ دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرتا جائے۔ اور دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک اس کا غلغلہ بلند ہوتا جائے۔ اگر اسی طرح حاصل ہوتی ہے۔ تو ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ دیوبندیوں کو حاصل ہو گئی۔ پھر اگر کسی قصر کے منہدم ہونے کا یہ مطلب ہوا کرتا ہے۔ کہ وہ روز بروز زیادہ بلند ہوتا جائے تو ہم مانتے ہیں۔ کہ دیوبندیوں کو اس میں کامیابی ہو گئی لیکن اگر ایسا نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو جبکہ دیوبندی اپنی ساری قوت اور طاقت صرف کر دینے اور ایڑی سے لے کر چوٹی تک کا زور لگا دینے کے باوجود قصر احمدیت کی ایک اینٹ کو سرکا بھی نہیں سکے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ ممالک غیر میں بھی احمدیت کا جھنڈا لہرا رہا ہے اور ہزاروں آدمی اس کے نیچے جمع ہو رہے ہیں۔ تو دیوبند کے تیرہ چشم مولویوں کی اس بکواس پر کون کان دھر سکتا ہے۔ کہ احمدیت کا قصر منہدم ہو گیا

دراصل مناظرہ اور مباہلہ سے بچنے کے لئے یہ ایک عذر تراشا گیا۔ لیکن یہ ایسا بدترین عذر ہے۔ کہ جس نے دیوبندیوں کی ذلت اور رسوائی کو انتہا تک پہنچا دیا ہے۔ احمدیت کی روز افزوں ترقی اور بے نظیر کامیابی کو دیکھ کر کوئی ہے۔ جو ایک لمحہ کے لئے بھی اس لغو ترین عذر کو تسلیم کر کے دیوبندیوں کو مباہلہ و مناظرہ سے فرار میں حق بجانب قرار دے سکے۔ ہرگز نہیں۔ ہاں اگر اس کے مقابلہ میں یہ کہا جائے۔ کہ ہمارے مقابلہ میں کھڑے ہونے کی وجہ سے دیوبندیوں کا گھاس پھونس کا چھپر جل کر راکھ سیاہ ہو گیا ہے۔ اور وہ اس ڈر سے کہ ان کا اپنا بھی صفایا نہ ہو جائے۔ مباہلہ سے بھاگ گئے ہیں۔ تو درست ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اب دیوبند کی حالت ایسی عبرتناک ہو گئی ہے کہ جیسی اس سے قبل کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اور یہ ہمارا خیال یا ہماری رائے نہیں۔ بلکہ دیوبندیوں کا اپنا بیان ہے۔ چنانچہ تھوڑے ہی دن ہوئے مدرسہ دیوبند کے مہتمم کی طرف سے "دار العلوم دیوبند کی مالی حالت اور مسلمانان ہندوستان کی فوری توجہ کی ضرورت" کے دوہرے عنوان سے اخبارات میں ایک اعلان شایع ہوا تھا۔ جس میں بہت کچھ رونا روتے ہوئے لکھا گیا تھا کہ:۔

"دار العلوم دیوبند کی مالی حالت اس سال اس درجہ کمزور ہو گئی۔ کہ ۷۔۵ سال میں کبھی یہ نوبت نہ آئی تھی۔ اس حالت کو دیکھ کر دار الحدیث جیسی ضروری عمارت کو درمیان میں ملتوی کر دینا پڑا۔ لیکن اندیشہ یہ ہے۔ کہ اگر یہی حالت رہی۔ تو شروع سال تعلیمی یعنی شوال میں داخلہ طلبا رہ نہ ہو سکیگا"

(زمیندار ۱۰ مئی ۱۹۲۱ء)

یہ الفاظ بتا رہے ہیں۔ کہ دیوبندیوں نے پیٹ پوجا کا جو ذریعہ بنا رکھا ہے۔ وہ اب کس حالت کو پہنچ گیا ہے۔ اور اس وجہ سے وہ کیسے فکر اور تردد میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ہمارا خیال ہے۔ چونکہ انہوں نے مباہلہ اور مناظرہ سے فرار اختیار کر کے ان لوگوں کو جو ان سے بڑی بڑی امیدیں رکھتے تھے، بددل کر دیا ہے۔ اور ان پر ظاہر ہو گیا ہے۔ کہ یہ اپنے پیٹ کے ہی بندے ہیں۔ کسی کام آنیکے قابل نہیں ہیں اسلئے انہوں نے اس طرح "خیرات و صدقات" دینے بند کر دئے ہیں۔ جس طرح انہیں ۷۔۵ سال سے دیتے چلے آتے تھے۔ اور اب دیوبندیوں کا ناک میں

دم ہو رہا ہے۔ اسے صحیح اور درست طریق سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ دیوبندیوں کو مباہلہ کی گفتگو نے نہ گھر کا رکھا نہ گھاٹ کا۔

معلوم ہوتا ہے۔ دیوبندیوں نے اپنی کھوئی ہوئی ساکھ کو برقرار رکھنے اور عوام کو پہلے کی طرح ہی صدقہ و خیرات دینے پر مائل کرنے کے لئے مباہلہ سے بھاگ کر ہمارے خلاف ان بوسیدہ اور فرسودہ اعتراضات کو دوہرانا شروع کر دیا ہے۔ جو قبل ازیں دوسرے مخالفین پیش کرتے رہے۔ اور جن کے جواب ہماری طرف سے کافی اور شافی دیئے جا چکے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے۔ دوسروں کے اُگلے ہوئے پر منہ مارنے کو وہ کیونکر اپنی خوبی سمجھتے ہیں۔ انہیں یاد رہنا چاہیئے۔ کہ اس قسم کی مضطربانہ اور بے ہودہ حرکات، نہ تو ان کی رسوائی پر پردہ ڈال سکتی ہیں۔ اور نہ ہمیں ان کے متعلق نوٹس لینے کی ضرورت ہے۔ ہم مباہلہ پر آمادہ کرنے کے لئے ساری تگ و دو کرتے رہے تھے۔ جس کا آخر کار یہ نتیجہ ہوا۔ کہ دیوبندیوں نے کھلا کھلا فرار اختیار کر کے اپنی پیشانیوں پر شکست کا ٹیکہ لگا لیا جو اب نہ مٹائے مٹ سکتا ہے۔ اور نہ دھوئے دھل سکتا ہے۔ اور اس طرح دنیا نے جاء الحق و زھق الباطل کا نظارہ دیکھ لیا۔ الحمد للہ علی ذالک

مولوی ثناء اللہ کا خطاب اہالیان امرتسر سے

جس بات پر انسان خود عمل پیرا نہ ہو۔ اس پر کاربند ہونے کے لئے دوسروں کو تلقین کرنا ایک نہایت ہی مضحکہ خیز حرکت ہے۔ لیکن ان لوگوں کو کون سمجھائے۔ جو جان بوجھ کر صرف اپنی مولویت جتلانے کے لئے اس کے مرتکب ہوتے ہیں۔ حال میں مولوی ثناء اللہ نے اپنے شہر کے بسنے والوں کو ان کے لڑائی جھگڑوں کی وجہ سے حیوان اور وہ بھی سینگ دار حیوان قرار دیتے ہوئے یہ تلقین کی ہے کہ:۔

"اپنے اپنے سینگ نیچے کرو۔ اور اعتدال پر آجاؤ۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تمہاری ان جاہلانہ حرکات سے کسی کو یہ کہنے کا موقع ملے۔ کہ ہندوستانی ابھی اس کام کے لائق نہیں۔ جس کا دعویٰ کرتے ہیں"

اس پر "وکیل" نے اول تو یہ لکھا ہے کہ:۔

"اگر دنیاوی امور میں اتفاق و اتحاد کی ضرورت ہے۔ تو مذہبی معاملات میں اس کی بدرجہ اولیٰ احتیاج ہے۔ مذہب میں رخنہ اندازی بہت زیادہ خراب نتائج کا موجب ہوا کرتی ہے اسلئے ہم عرض کرینگے۔ کہ اہلحدیث اور اہل فقہ وہابی اور حنفی شیعہ اور سنی احمدی اور غیر احمدی تمام اپنی اپنی جگہ پر سپر ڈال دیں۔ اور اشتہار بازی اور پمفلٹ سازی کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہدیں"

اور پھر خاص طور پر مولوی ثناء اللہ کو مخاطب کر کے کہا ہے کہ:۔

"کیا ہم ان سے یہ استدعا کر سکتے ہیں کہ وہ سبقت کریں۔ اور خود اپنے پیش کردہ اصول کے ماتحت "اپنے سینگ کو نیچے کر لیں" ہم ان کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ اگر وہ ایسا کرینگے۔ تو وہ قوم پر ایک بڑا بھاری احسان کرینگے"

اگرچہ "وکیل" نے مولوی ثناء اللہ کے متعلق عطائے تو بلقائے تو پر عمل کر کے اپنا بخار نکال لیا ہے۔ لیکن اسے یہ اُمید نہیں رکھنی چاہیئے۔ کہ اس کی "استدعا" بھی قبولیت کا شرف حاصل کریگی۔ مولوی ثناء اللہ نے جو کچھ کہا ہے۔ دوسروں کے لئے کہا ہے نہ کہ اپنے لئے۔ ورنہ وہ دوسروں کو سینگ نیچے کر لینے کی نصیحت کرنے سے قبل خود اپنے سینگ نیچے کر لیتا۔

ہم اور ہمارے مخالفین

یہی یہ بات کہ "وکیل" نے دوسروں کے ساتھ ہمیں بھی "سپر" ڈال دینے کے لئے کہا ہے۔ اس کے متعلق ہم صاف طور پر کہدینا چاہتے ہیں کہ اگر مخالفین ہمارے راستہ میں روک نہ ڈالیں۔ ہمارے خلاف غلط بیانیاں اور افتراء پردازیاں کر کے عوام کو دھوکہ نہ دیں ہمیں دکھ اور تکلیف نہ پہنچائیں۔ ہمارے خلاف بدزبانی اور بیہودہ سرائی نہ کریں۔ تو ہم کبھی انکو مخاطب ہی نہ کریں۔ ہمارے سامنے کام کرنے کا نہایت وسیع میدان پڑا ہے۔ اور ہم اپنی ساری طاقت اور پوری قوت اسی میں صرف کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن جب پیچھے سے ہمارے دامن کو پکڑ کر کھینچا جاتا۔ اور ہمیں آگے بڑھنے سے روکا جاتا ہے تو ہمیں مجبوراً ادھر متوجہ ہونا پڑتا ہے۔

چونکہ ہمارے مخالفین کو نہ اسلام کا خیال کہ مٹ رہا ہے اور نہ مسلمانوں کی فکر ہے کہ اسلام سے دور ہو گئے ہیں نہ وہ اشاعت اسلام کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اسلئے اگر ہمارے ساتھ نہ الجھیں۔ تو اور کیا کریں۔ مگر ہم یہی چاہتے ہیں۔ کہ ہمیں انکو مخاطب کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔ اور ہم اطمینان اور تسلی کے ساتھ اشاعت اسلام کے مقدس فرض کو ادا کرتے رہیں۔

کیا "وکیل" جو خود ہمارے مخالفین میں سے ایک ہے۔ اس بارہ میں معہ اپنے دوسرے ساتھیوں کے کوئی نتیجہ خیز کارروائی کرنے کے لئے تیار ہے یا صرف مولوی ثناء اللہ کو ملزم ٹھہراتے ہوئے اس نے ہمارا بھی ذکر کر دیا ہے کہ یہ مساوی رہے اور مولوی ثناء اللہ کی ناراضی کا نشانہ بننے سے بچ جائے۔

اخبارات پنجاب کا ذکر سرکاری رپورٹ میں

گورنمنٹ پنجاب کی تازہ انتظامی رپورٹ بابت سنہ ۱۹۲۰-۱۹۱۹ء میں سنہ ۱۹۲۰-۱۹۱۹ء میں شائع ہونیوالے اخبارات و رسائل کی تعداد ۲۷۶ بتائی گئی ہے۔ جنمیں سب سے زیادہ لاہور سے۔ دوسرے درجہ پر امرتسر سے اور تیسرے درجہ پر ضلع گورداسپور سے شائع ہوتے ہیں۔ اس ضلع سے شائع ہونیوالے پرچوں کی تعداد ۱۰ لکھی ہے۔ جنمیں سے آٹھ قادیان سے شائع ہوتے ہیں۔ گویا ضلع گورداسپور کو پنجاب کے اخبارات کی فہرست میں تیسرا درجہ صرف ہمارے اخبارات کی وجہ سے حاصل ہے۔ پنجاب کے مشہور اخبارات کی ذیل میں "الفضل" کا نام بھی درج کیا گیا ہے۔ جہانتک ہمیں علم ہے۔ سرکاری رپورٹ میں ہمارے اخبار کا اسطرح ذکر پہلی بار آیا ہے۔

16

خواجہ پیغام کا حملہ ناکام

(۲)

مسئلہ نبوت کے متعلق چیلنج منظور

مضحکہ انگیز تاویلات باطلہ

خواجہ پیغام نے ایک رسالہ "اسلام میں کوئی فرقہ نہیں" لکھا ہے۔ اس رسالہ کے نام اور مشتہرہ موضوع سے تو یہ گمان ہوتا ہے۔ کہ آپ نے اصولی طور پر بحث کی ہوگی کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ مگر حقیقت میں اپنی ملحدانہ روش کو درست ثابت کرنے کے لئے یہ طرح ڈالی ہے کہ باسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام۔ آپ سنی شیعہ کا جھگڑا جو تیرہ سو برس سے نہیں نپٹا اور نہ نپٹ سکتا ہے۔ دو حرفی فیصلہ سے رفع فرماتے ہیں۔ اور کس بھولے پن سے کہتے ہیں کہ ہے پسند اپنی اپنی کسی کو ابو بکرؓ کی ادا پسند آگئی۔ کسی کو علیؓ کی۔ کسی کی محبت عمرؓ سے ہے۔ کسی کی علیؓ سے۔ حالانکہ شیعہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کو مومن ہی نہیں سمجھتے۔

پھر آپ لکھتے ہیں۔ ہمیں ان اختلافات سے واقف ہوں۔ جو مسئلہ وصیت و عدالت یا امامت کے متعلق ان دو گروہوں میں ہیں۔ لیکن یہ فلسفیانہ جھگڑے اور منطقیانہ بحثیں ہیں۔

ماشاء اللہ۔ مسئلہ امامت اور اس کا حل یہ فرماتے ہیں کہ یہ فلسفیانہ جھگڑا ہے۔ اور منطقیانہ بحث ہے غالباً خواجہ صاحب کو یہ خیال ہے کہ لوگ فلسفے اور منطق کے معنے نہیں سمجھتے۔ اسلئے ان دو لفظوں کی پناہ میں آگے گزر گئے۔

حدیث سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ بھی کھٹکی ہے۔ آپ اس کے معنے فرماتے ہیں۔ بہتر طرحوں سے یا بہتر قسموں کی کمیوں والے تو ناری ہونگے۔ اور ایک گروہ جنتی۔ الجماعۃ سے مراد وہ نہیں جو ایک امام کے ماتحت ہوں یا ما انا علیہ واصحابی پر عمل پیرا۔ بلکہ مختلف فرقوں کے قدر مشترک پر عمل کرنیوالے۔ اسی قسم کی مختلف مضحکہ انگیز باتیں بناتے ہوئے اصل مبحث پر پہنچے۔ جو وجہ تالیف کتاب ہذا ہے۔

حظوظ نفس کے پابند

خواجہ صاحب اپنی شان میں اپنی زبان قلم سے مدحیہ قصائد کہنے کے پرانے عادی ہیں۔ اور مجھے اسوقت سے جناب کی خدمت میں نیاز حاصل ہے۔ جب کہ آپنے سید محمد حسین شاہ صاحب کے نام سے ایک سلسلہ مضمون اپنے قلم سے بدر میں شائع کرایا۔ جو آپ کی تعریف سے پر تھا۔ اور جس کے لکھنے والے بھی خود بدولت ہی تھے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"اس مشن کا بانی۔ اس کا چلانے والا اس کا روح رواں ایک شخص ہے جو فرقہ بندی کی زنجیروں سے آزاد ہے"

یہ ضمیر غائب پڑھکر خیال گذر سکتا ہے کہ شاید یہ شخص خواجہ صاحب سے علاوہ کوئی اور صاحب ہیں۔ مگر آپ صبر نہیں کر سکتے چند سطور ہی کے بعد یہ فقرہ حوالہ قلم کرتے ہیں۔

"کیا یہ سب میرا کاروبار میرا طریق عمل جس میں دکنگ میں گم نہیں ہے"

ایسا کہنے میں آپ نے ٹھیک اس جولاہے کی پیروی کی ہے۔ جو رات ہمسایہ کے گھر میں چوری کرنے گیا۔ کپڑوں کی ایک گٹھڑی ملی۔ دیوار پھاندنے لگا تو گٹھڑی ہاتھوں سے نکل گئی۔ آپ اس طرف جا پڑا۔ اور گٹھڑی اس طرف۔ صبح جب پولیس میں رپورٹ ہوئی۔ اور تفتیش ہونے لگی۔ تو آپ بھی معتبر بن کر بیٹھ گئے۔ اور زیادہ صبر نہ کرتے ہوئے کہنے لگے۔ داروغہ جی! بات مجھے یوں معلوم ہوتی ہے۔ کہ اسطرح پر چور نے قفل شکنی کی ہے اور پھر اس طرح وہ دیوار پھاندنے لگا ہے اور یہاں قدم رکھا ہے۔ آخر بدقسمتی سے گٹھڑی چھوٹ گئی ہے تو گٹھڑی اس طرف گر پڑی اور میں ادھر۔

بہرحال "حضرت امیر ایدہ اللہ" اور ان کے حواری موالی نوٹ کریں۔ وو کنگ مشن پر ان کا کوئی حق نہیں اور نہ اس کا ذکر کر کے وہ اظہار تفاخر کیا کریں۔ کیونکہ اس مشن کا بانی۔ پھر اس کا چلانے والا۔ ہاں پھر اس کا روح رواں وہ شخص ہے۔ یعنی خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ میں ہوں۔

خواجہ صاحب اپنے بعد کسی کو اس قابل نہیں دیکھتے کہ یہ مشن چلا سکے۔ اسلئے اپنے آپ کو روح رواں کے اچھوتے خطاب سے ملقب فرمایا ہے مگر میرا خود ستا خواجہ یہ بھول گیا کہ

ستار خود بخود گفتن نزیبد مرد عاقل را

خیر مجبوری تھی اور مجبور کو معذور سمجھا جا سکتا ہے۔ جب کوئی داد نہیں دیتا۔ تو میں اپنی داد خود دے لوں کہ میں بھی کیا قیامت ہوں۔ ایک دفعہ ہمارے پرانے مہربان اکبر شاہ خان نجیب آبادی حضرت مسیح موعودؑ کے تانگے کے ساتھ دو میل تک دوڑتے گئے۔ نئے نئے قادیان آئے تھے۔ جھنجلا کر فرمانے لگے۔ اری یہ کیسے لوگ ہیں۔ دو میل سے دوڑا آرہا ہوں۔ کوئی داد بھی نہیں دیتا۔ خواجہ صاحب کو بھی ایسا ہی معاملہ پیش آیا۔

اسکے بعد آپ نے جماعت احمدیہ کے مسلمہ امام کے حق میں جو حقارت انگیز کلمات استعمال کئے ہیں وہ ملاحظہ ہوں:۔

(۱) "دوسری طرف جس نوجوان نے رب کی طرف سے حلف لینے کا اقرار کیا تھا۔ اس سے جو سرزد ہوا وہ قابل افسوس نہیں۔ اس کی عمر کا تقاضا ہی یہی تھا"

اعلان حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے نہیں تھا۔ بلکہ ایڈیٹر صاحب الفضل کی جانب سے۔ اور اس کا مطلب تو یہ تھا کہ حلفیہ بیان قادیان میں جمع ہو رہے ہیں یہیں سے شائع کر دئے جائینگے۔ مگر خواجہ صاحب نے اس کا مطلب یہ بنا لیا کہ رب کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح قسم کھائینگے۔ یہ معمولی مزورانہ پیرایہ تحریر ہے۔ جو خواجہ صاحب ہی کا حصہ ہے۔

(۲) "ایک نادان نوعمران اشعار (ایک قطعہ بحر کامل مثمن سالم) میں اپنے معتقدات کی تردید دیکھ کر اپنے زعم میں ایک نکتہ معرفت تشحیذ الاذہان میں لکھتا ہے کہ ایسی باتیں زیادہ نظم میں حضرت نے لکھی ہیں!"

(صفحہ ۱۳۱)

خواجہ نے نہایت وقاحت سے کئی لاکھ کے مسلمہ پیشوا اور اس مقتدا کو جس کے علم و فضل کے سامنے

خود طفل مکتب کی حیثیت بھی نہیں۔ نادان نوعمر لکھا ہے اور اپنی جہالت کی یہ حالت ہی کہ جس رسالہ کا نہ صرف انسان ایڈیٹر تھا۔ اس کا نام بھی صحیح لکھنا نہیں جانتا۔ جیسا کہ حوالہ مندرجہ بالا سے ظاہر ہے۔ خواجہ صاحب! آپ ام الالسنہ کے مصنف ہیں۔ مگر عربی دانی کا یہ حال ہے۔ کہ نہ صرف ہمارے رسالہ کا نام غلط لکھا ہے۔ بلکہ حضرت امام کے رسالہ کا نام بھی "قول الفصل" لکھا ہے جس پر مدرسہ احمدیہ کی پہلی جماعت کا دوازدہ سالہ طالب علم بھی ہنس رہا ہے۔ خیر آپ جیسے فضلاء سے توقع بھی یہی ہے۔ مکرم معظم ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب نے ایک جلسہ سالانہ پر کوئی چھ بار یہ کہا کہ بال کا بو میں حیرت میں تھا۔ یہ کیا لفظ ہے۔ تو ایک دوست نے مجھے بتایا کہ یہ بالقابہ کی مٹی پلید ہو رہی ہے۔

اسی صفحہ پر جناب خواجہ صاحب نے خاکسار کو "خیرہ چشم" سے یاد فرمایا ہے۔ اور قصور یہ ہے۔ کہ میں نے حضرت مسیح موعود کی شان میں لکھ دیا۔ ایسا نبی کہ جیسے محمدؐ خدایگان۔ میرا مطلب اس سے لانفرق بین احد من رسلہ تھا لیکن خواجہ صاحب یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ گویا میں غلام کو آقا کے ہمسر بنا رہا ہوں ایسا لکھ کر خواجہ صاحب پبلک کو اشتعال دلانا چاہتے ہیں یہ ان کی مرضی۔ لیکن میں اپنے منہ پر تھوکا جانے سے اشتعال میں نہیں آؤں گا۔ کیونکہ اس طرح میرا جہاد نفسانی بن جاتا ہے۔ اور حضرت علی کے تتبع میں مجھے اپنا شکار چھوڑنا پڑے گا۔

(۳) "جس طرح پالوس کی مصلحت ایک مستقل لعنت بن گئی۔ اور جو باتیں اس نے یونانیوں کی خاطر اختیار کی تھیں۔ وہ عیسائیوں میں شیر مادر ہو گئیں اسی طرح ہمارے میاں صاحب نے محض لاہوری جماعت کی مخالفت الخ" (صفحہ ۱۵۳)

خواجہ صاحب! اسقدر فیاضی نہ فرمائیے۔ عطائے تو بلقائے تو۔ اپنا مشہور معروف لقب جو حضرت امیر ایدہ اللہ نے آپ کو دیا۔ اور بھری مجلس میں دیا۔ اپنے پاس ہی رہنے دیجئے۔ یہ آپ ہی کو سزاوار ہے۔ دوسرے کی کیا مجال ہے۔ کہ مومن ہو کر اس کی آرزو بھی کرے۔

ہاں جو مصلحت "بناء اعتراض" ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود میں بھی ہے۔ ع

مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

تو کیا اس کا یہ مطلب تھا کہ حضرت مرزا صاحب حقیقت میں مسیح موعود نہ تھے۔ صرف یونہی چند روز کے لئے اپنے آپ کو مسیح مشہور کر دیا۔

(۴) "صدر انجمن احمدیہ کے قواعد کے ماتحت میاں صاحب کو مجال نہ تھی۔ کہ قوم کے روپے کو وہ اپنے موجودہ مصرف میں لاتے۔ وہ انجمن رجسٹری شدہ تھی ...... اگر صدر انجمن علاً رہتی تو آج لاکھ کے قریب جائداد جو ذاتی جائداد کی شکل میں پیدا ہوئی ہے۔ وہ اشاعت اسلام میں جاتی"

خواجہ صاحب! آپ تو حضرت مسیح موعود سے بھی نہ ٹلے اور کہدیا کہ ہم خون کے پسینے کی کمائی کر کے لاتے ہیں۔ اور یہاں زیور بن جاتا ہے۔ تو پھر ان کے فرزند کو جو بھی کہو۔ تھوڑا ہے۔ لیکن میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ وہ لاکھ روپے کی جائداد کہاں ہے۔ قادیان میں تو ہمیں نظر نہیں آئی۔ خواجہ صاحب!

مایلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید

آپ نے ایک الزام دیا ہے۔ تو اس کا ثبوت بھی دیجئے ابھی پچھلے دنوں میں نے آپ لوگوں سے ایک قسم کا مطالبہ کیا تھا۔ مگر چناں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند۔

(۵) "یہ امر صحیح ہے۔ کہ ان کے متعلقین حضرت مرزا صاحب کی وفات پر ہی دو باتوں کے فکر میں لگ گئے۔ ایک یہ کہ آئندہ خلیفہ میاں صاحب ہو۔ دوسرا یہ کہ انجمن کے اقتدار کو عملاً مٹا کر میاں صاحب کو مسلط کر دیا جائے ...... اگر میں نے ضرورت سمجھی۔ یا میاں صاحب نے ان واقعات عریاں کی جرح قدح کرنے کی جرأت کی۔ تو پھر میں بالتفصیل ان تمام معاملات پر روشنی ڈالونگا"

خواجہ صاحب! بالتفصیل کے درمیان ایک "ل" آپ کی عربی دانی پر شہادت دے رہا ہے۔ اور یہ سہو کتابت نہیں۔ میں قسمیہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ آپ نے ایسا ہی لکھا۔ میں آپ کے رسم الخط کا پرانا واقف ہوں وہ واقعات عریاں ذرا میں بھی سنوں۔ اتنا یاد رکھئے کہ ع

اس فراخ میں سودا برہنہ پا بھی ہے

(۶) "یہ اسلام کی ذلت اسی نوجوان کے ہاتھ سے سب سے اول تاریخ اسلام میں ہوئی۔ بہتر ہوتا۔ کہ یہ شخص بابی یا بہائیوں کی طرح ایک نیا مذہب بناتا ہمارے لئے یہ امر بہتر تھا۔ (صفحہ ۱۶۱)

جناب خواجہ صاحب! جس امر کو آپ ذلت فرماتے ہیں "مسیح موعود" اس کی نسبت فرماتے ہیں کہ یہ "عزت" ہے ارشاد ہوتا ہے:۔

"ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس درجہ کا نبی ہے کہ اس کی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے۔ اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے"

(ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ ۸۸)

پس جو کچھ آپ نے ژاژ خائی کی۔ اس کا نشانہ مسیح موعود کا وجود باجود ہے۔

(۷) "ان کی خفیہ پارٹی نے سنہ ۱۹۰۹ء ہی میں یہ فیصلہ کر دیا کہ وہ آئندہ خلافت کو حاصل کر لیں۔ اور اس امر کا حصول ان کے مشیروں نے اسی میں سوچا کہ جماعت میں دو ٹکڑے ہو جائیں ...... انہوں نے بالمقابل یہ کہا کہ جو شخص حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کو قبول نہ کرے۔ وہ کافر ہے۔ ان کے اسی رسالہ تکفیر مسلمانان کو حضرت حکیم صاحب مغفور نے جلوا دیا۔ اور یہ فتنہ بظاہر فرو ہو گیا۔ لیکن ان کے متعلقین کی ریشہ دوانیوں نے جنہیں سہی ایک نئے دار الضعفاء کے بہانے لیکن دراصل خلافت محمود کا داغ بیل لگانے کے لئے کل ہندوستان میں سفر کیا۔ (صفحہ ۱۵۴)

اصل بات تو یہ ہے کہ جب آپ نے خلافت اولیٰ کی قوت اور کار فرمائی کو دیکھا۔ اور معلوم کیا کہ خلافت

کی موجودگی میں ہم اپنی من مانی کارروائی نہیں کر سکتے تو آیندہ کے لئے یہ پروگرام بنایا۔ کہ خلافت کو سرے ہی سے اڑا دیا جائے۔ تب آپ لوگوں نے اس کے متعلق مختلف تدبیریں کیں۔ اور اسی سلسلہ میں غیروں سے ملنے کی ٹھانی۔ اور اس خوشی میں نقد ایمان پیش کیا۔ اس غلطی پر آپ کو متنبہ کیا گیا جو رسالہ چھپا۔ وہ حضرت خلیفہ اول کی منظوری سے چھپا۔ آپ فرماتے ہیں اسے جلوا دیا۔ حالانکہ وہ رسالہ اب تک موجود ہے۔ اور تشحیذ ماہ اپریل ۱۹۱۱ء مشہور و معروف ہے۔ آپ کے اس بیان سے یہ بھی واضح ہوتا ہے۔ کہ پہل آپ کی طرف سے ہوئی باقی رہا دار الضعفاء کے بہانے خلافت محمود کے لئے سفر۔ سو اس کا فیصلہ قسم سے ہو سکتا ہے۔ آپ کو ہمت ہے۔ تو سید آل رسول کے مقابلہ میں میدان حلف میں آئیں ؛

خواجہ صاحب کا چیلنج منظور

خواجہ صاحب نے مسئلہ نبوت پر کچھ خامہ فرسائی کی ہے۔ اور وہی اپنی زٹلیں باتیں لکھی ہیں۔ جن کا بارہا رد ہو چکا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"میرے ساتھ بحث کرنے کا یہ طریق نہیں کہ میرے سامنے حضرت مرزا صاحب کا کوئی ایسا فقرہ یا سطر پیش کی جائے۔ یا سباق و سیاق سے الگ کر کے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ مرزا صاحب نے یہاں دعویٰ نبوت کیا ہے۔ اگر ایسا ہو بھی۔ تو مجھ پر اس کا کوئی اثر نہیں..... مسئلہ نبوت میں تو میں صرف قرآن و حدیث پر چلتا ہوں۔ جو نبوت کو ختم کرتے ہیں۔ اس لئے میں بہاء اللہ کی طرح ہر ایک شخص کی باتیں سننے کے لئے تیار نہیں۔ جو مدعی نبوت ہو۔ میں حضرت مرزا صاحب کا اس دن تک عاشق و والہ ہوں۔ جب تک وہ میری سمجھ اور ایمان میں احمد نہیں۔ بلکہ غلام احمد ہے نبی نہیں بلکہ اُمتی ہے۔ اس تحریر سے میرا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مدعی نبوت یا اس کا کوئی پیرو سارہ قرآن پر ایمان رکھتا ہے۔ تو پھر صرف قرآن کی ماتحت وہ مجھ سے مسئلہ نبوت پر گفتگو کرے۔

میں نے یہ تمام عبارت اس لئے نقل کی ہے تا ہمارے احمدی بھائیوں کو معلوم ہو جائے کہ حضرت مسیح موعود کا کتنا احترام اس قلب میں رہ گیا ہے جو کبھی اس برگزیدہ ربانی کی محبت کے نور سے منور ہو رہا تھا۔ ہم صرف قرآن مجید کے رو سے مسئلہ نبوت پر گفتگو کو تیار ہیں۔ ہمیں میدان وہمیں چوگان۔ خواجہ صاحب پر اسوقت تک کھانا حرام ہے۔ جب تک ہم سے تصفیہ نہ کرلیں۔ وہ فرمائیں۔ کہ بالمشافہ تقریری بحث چاہتے ہیں یا تحریری۔ تحریری ہی خوب رہیگی۔ وہ طریق بحث لکھیں یا مجھے اجازت دیں۔ میں پیش کروں پھر فریقین کے پرچے اخبار پیغام اور الفضل میں چھپتے جائیں۔ اگر ہمت ہے۔ جرأت ہے۔ ایمانی قوت ہے۔ تو اٹھیں اور سامنے آئیں۔ مگر مجھے یقین ہے۔ کہ وہ اپنے امیر کی مانند کبھی مقابل پر نہیں آئینگے۔ کہ بازو دیکھے آزمائے ہوئے ہیں۔

آپ کا نیاز مند قدیم :- اکمل عفا اللہ عنہ

حقہ چھوڑنے والوں کی فہرست

(۱۵۴) چودہری میاں خان صاحب (۱۵۵) چودہری محمد خان صاحب نمبردار (۱۵۶) اہلیہ محمد خان صاحب (۱۵۷) محمود احمد صاحب (۱۵۸) چودہری غلام رسول صاحب بسرا چک نمبر ۹۹ شمالی سرگودہا۔ (۱۵۹) منشی فتح محمد صاحب (۱۶۰) صوفی عبد اللہ صاحب (۱۶۱) غلام قادر صاحب۔ سامانہ۔ پٹیالہ (۱۶۲) محمد ابراہیم صاحب کنجاہی (۱۶۳) محمد یحییٰ صاحب محمود پور (۱۶۴) اہلیہ محمد صاحب محمود پور۔ (۱۶۵) والدہ منشی خلیل الرحمن صاحب سامانہ (۱۶۶) رحیم بخش صاحب سامانہ (۱۶۷) میاں حسن محمد صاحب سامانہ (۱۶۸) عبد المجید صاحب جہلم (۱۶۹) ملک محمد افضل صاحب جنگ بیدار قادیان (۱۷۰) سراج الحق صاحب مختار عام پٹیالہ (۱۷۱) غلام محمد صاحب موٹر ڈرائیور بغداد۔

ناظم تربیت قادیان

ایک ضروری اعلان

قادیان میں سکنی زمین لینے والے توجہ فرماویں

میں اس اعلان کے ذریعہ تین قسم کے احباب کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں :-

اول وہ احباب جو قادیان میں سکنی زمین لینا چاہتے ہیں۔ انکو اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ چونکہ اب بفضلہ تعالےٰ قادیان کی آبادی بہت ترقی کر رہی ہے۔ اسلئے اسبات کی مستقل ضرورت پیش آرہی ہے کہ نئی آبادی کے متعلق ایک کمیٹی بنادی جائے۔ جو نئی آبادی کا نقشہ سڑکوں اور گلیوں کی تقسیم بازاروں اور چوکوں کا تعین۔ مساجد اور کنوؤں کی جگہ کا تقرر۔ نالیوں اور پانی کے بہاؤ کا فیصلہ کریں۔ اور اپنی زیر نگرانی نئی آبادی کو چلائیں۔ اب تک یہ کام سرسری طور پر ہماری معرفت ہوتا رہا ہے۔ لیکن کام چونکہ بہت بڑھ گیا ہے۔ اور پیچیدہ ہو رہا ہے۔ اسلئے ایک سب کمیٹی کا بنایا جانا نہایت ضروری ہے۔ اس کمیٹی میں ایک اوورسیر ایک ڈاکٹر اور ایک تجارت پیشہ صاحب بھی ہونگے اسلئے ضروری ہے کہ اب ایک عرصہ تک جب تک ان امور کا تصفیہ نہ ہو جاوے۔ آئندہ فروخت اراضی کا کام روک دیا جائے۔ لیکن چونکہ کچھ زمین جس کا نقشہ تجویز ہو چکا ہے ابھی قابل فروخت باقی ہے۔ اور بعض احباب بہت جلد زمین خریدنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ اسلئے بذریعہ اعلان ہٰذا ان کو اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ بہت جلد اپنی درخواستیں معہ رقبہ مطلوبہ و قیمت ارسال فرمادیں۔ اس موجودہ رقبہ کے ختم ہو جانے کے بعد جب تک نیا انتظام قائم نہ ہو جاویگا زمین نہیں مل سکیگی۔ نیز یہ یاد رکھیں کہ محض درخواست پر زمین نامزد نہیں کی جاسکتی پوری قیمت ساتھ آنی چاہیئے۔ قیمت محلہ دارالفضل میں ساڑھے بارہ روپیہ فی مرلہ اندرون محلہ اور پندرہ روپیہ فی مرلہ برلب سڑک کلاں جو موضع کھارہ کو جاتی ہے۔ اور اگر کسی صاحب نے سالم کا سالم کھیت لینا ہو۔ اور اپنی مرضی کے مطابق راستے چھوڑتے ہوں تو دس روپیہ فی مرلہ قیمت ہوگی۔ محلہ دارالرحمت میں احمدیہ سٹور کے پاس یعنی قادیان کی آبادی کے بالکل قریب حسب موقعہ فی مرلہ ۳۰ و ۳۵ و ۲۵ و ۱۷ ۔

دوم وہ احباب: جو زمین لینا کر چکے ہیں۔ لیکن ابھی انہوں نے پوری قیمت ادا نہیں کی۔ انکو اطلاع دیجاتی ہے کہ جیسا کہ کئی دفعہ اعلان کیا جا چکا ہے۔ اور بذریعہ خطوط بھی اطلاع دیجا چکی ہے۔ جب تک پوری قیمت وصول نہ ہو جائے۔ کوئی ٹکڑا کسی صاحب کے واسطے روکا نہیں جاسکتا۔ کیونکہ اس سے شکایت پیدا ہوتی ہے۔ پس اگر وہ زمین لینا چاہتے ہیں تو فوراً اپنی اپنی بقیہ قیمت ادا فرماویں۔ ورنہ مطلع رہیں کہ آج کی تاریخ یعنی ۲۸ جون ۱۹۲۱ء سے ایک ماہ کے بعد ان کا کوئی حق نہیں رہیگا۔ اور زمین دوسرے درخواست کنندگان کو دیدی جائیگی۔ براہ مہربانی اس قاعدہ سے کوئی صاحب اپنے آپ کو مستثنیٰ تصور نہ فرماویں ؛

سوم وہ احباب۔ جو صاحب زمین لے چکے ہیں۔ اور قیمت بھی پوری ادا فرما چکے ہیں لیکن تا حال انہوں نے وہاں مکان نہیں بنایا۔ انکی خدمت میں لکھا جاتا ہے کہ ان کا زمین خرید کر مکان نہ بنانا کئی طرح سے نقصان دہ ثابت ہو رہا ہے۔ اول۔ دور دور مکانات بننے کی وجہ سے یعنی اس وجہ سے کہ درمیان میں جگہ خالی رہتی ہے۔ اور الگ الگ مکان بنے ہوئے ہیں آئے دن چوری کی وارداتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اور منتشر آبادی کی وجہ سے حفاظت کا انتظام بھی مشکل ہو رہا ہے۔ دوسرے جب کوئی نیا مکان بنتا ہے تو چونکہ اس کی جگہ کے تعین کیلئے دور سے نشان نکالکر لانا پڑتا ہے۔ اسلئے بسا اوقات غلطی ہو جاتی ہے۔ اور سارا نقشہ خراب ہو جاتا ہے۔ سوم موجودہ صورت منظر کے لحاظ سے بھی نہایت بدنما ہے اسلئے ایسے احباب کو اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ اپنی خالی زمینوں میں جلد مکانات تعمیر کروائیں اخراجات تعمیر دن بدن گراں ہو رہے ہیں۔ اور اگر کچھ توقف ہو تو کم از کم اتنا تو فوراً کروا دیا جاوے۔ کہ اپنی جگہ کی چار دیواری کروا دی جائے۔ اور اسکے بعد جلد مکان بنوا لیا جائے۔ ورنہ نظارت امور عامہ کو انتظامی طور پر اسکے متعلق کوئی کارروائی کرنی پڑیگی۔ کیونکہ موجودہ صورت بہت تکلیف دہ ہے۔ اور آئندہ زمین خریدنے والے بھی نوٹ فرمالیں۔ کہ صرف ان احباب کو زمین دی جائیگی جنہوں نے جلد مکان تعمیر کرانا ہو ؛

خاکسار: مرزا بشیر احمد۔ قادیان

ہندوستان کی خبریں

ریاست ڈھولپور اور جھیری کی جنگ اجمیر ۲ر جولائی - دھولپور اور جھیری کی جنگ ختم نہیں ہوئی - بلکہ ریاست دھولپور سے مزید کمک جھیری کی طرف روانہ کی گئی ہے - علاوہ بریں دو بڑی بڑی توپیں بھی روانہ کی گئی ہیں - یہ فوج ایک گورے افسر مسمی آرنٹ کے زیر کمان ہے - ریاستی فوج میں ہیضہ پھوٹ پڑا ہے - اس وقت تک ریاست سے تین افسر اور کئی سپاہی مارے جا چکے ہیں - قاضی عزیز الدین کوہ آبو پر ایجنٹ گورنر جنرل کی ملاقات کے لئے گئے ہوئے تھے ؛

دہلی میں خلاف ورزی قانون کا اعلان گذشتہ چھ ماہ کے بعد دہلی کا پہلا جلسہ زیر صدارت ڈاکٹر انصاری ۳۰ر جون کی شام باٹودی ہوس کے میدان میں منعقد ہوا - حاضرین کی تعداد تقریباً دس ہزار تھی مولوی عارف نے اپنی تقریر کے دوران میں کہا کہ اگر اب دوبارہ قانون مجلس مخوبانہ کا نفاذ ہوا - تو اس کی خلاف ورزی کی جائیگی ؛

پھانسی سے اُتار دیئے گئے - راولپنڈی کے معروف اور مشہور ٹھیکیدار میاں کرم الٰہی اور ان کا ایک نوجوان فرزند ایک قتل کے مقدمے میں ماخوذ ہوئے ۲ر جولائی ان دونوں کی پھانسی کے لئے تاریخ مقرر ہوئی - پھانسی کے تختے پر چڑھائے جانے کے بعد افسر متعلقہ دو حکم دے چکا تھا - اور تیسرا حکم دینے والا تھا کہ اتنے میں وائسرائے بہادر کا ایک ارجنٹ تار آگیا کہ پھانسی ملتوی کردی جائے - اور دونوں ملزموں کو اتار لیا گیا -

ریڈنگ گاندھی ملاقات کا پورا حال شایع کیا جائے لیڈر (الہ آباد) لکھتا ہے کہ مسٹر گاندھی نے وائسرائے کو لکھا ہے کہ "وہ گاندھی ریڈنگ ملاقات کی مفصل کیفیت شایع کرادیں - ورنہ اب وہ اس وعدہ سے پابند نہ رہینگے - کہ اس ملاقات کے حالات کو صیغہ راز میں رکھیں ؛

مولوی عارف ہسوی کی گرفتاری - دہلی ۶ر جولائی - مولوی عارف ہسوی سکرٹری مجلس خلافت دہلی کو متھرا کی پولیس نے زیر دفعہ ۱۲۴ الف ایک تقریر کرنے کے جرم میں گرفتار کر لیا - شہر دہلی میں اس خبر سے سنسنی چھاگئی مولوی صاحب کے مقدمہ کی سماعت بھی متھرا ہی میں ہوگی -

سکھوں سے جیل میں بدسلوکی نہیں ہوتی - سکھوں سے جیل میں بدسلوکی کی تردید میں سرکاری بیان مظہر ہے کہ جیل کا سپرنٹنڈنٹ ایک سکھ آدمی ہے - جو سکھوں کی خاطر ہر قسم کی کوشش کرتا ہے - سکھوں کو ہر قسم کی آسانیاں بہم پہنچائی گئی ہیں - البتہ انکو بورسٹل جیل میں رکھا گیا ہے - جہاں مکانات کوٹھڑیوں کی طرز کے ہیں -

علی گڈھ میں فساد علی گڈھ ۶ر جولائی - علیگڈھ میں زیر دفعہ ۱۴۴ تعزیرات ہند جلسے کرنا وغیرہ بند کر دیا گیا ہے - جبکہ ملکھن سنگھ پر زیر دفعہ ۱۲۴ (الف) مقدمہ چلایا جارہا تھا - تو ایک جم غفیر نے آکر پولیس پر حملہ کیا مگر اسے پسپا کر دیا گیا - پھر لوگوں نے پولیس کا دفتر جلاکر خاک کر دیا - کوتوالی میں لڑائی ہوئی - جسمیں ایک سپاہی مارا گیا - اور خزانہ لوٹ لیا گیا - جو واپس رکھوا لیا گیا فوج نے آگرہ سے آکر شہر میں چکر لگانا شروع کر دیا -

ایک سکھ کا کرپان سے حملہ میاں شمس الدین برادر خورد میاں قمر الدین امرتسر جب پولیس انسپکٹر اور ایک کانسٹیبل کے ہمراہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے ہاں جارہے تھے - تو ایک سکھ نے جو ان کے ہمراہ تھا - میاں شمس الدین پر کرپان سے حملہ کیا - اور ان کے اٹھارہ سخت زخم لگائے حملہ آور فرار ہوگیا -

کیا سید حبیب صاحب معافی مانگنے گئے ہیں ہمعصر وکیل کا ایک نامہ نگار شملہ سے ۲ر جولائی کے خط میں لکھتا ہے کہ آجکل یہاں سید حبیب ایڈیٹر سیاست اور اختر علیخان صاحبان تشریف فرما ہیں اول الذکر کے متعلق معتبر ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ مسٹر مینارڈ سے چند مضامین کی بنا پر معافی مانگنے کے لئے آئے ہوئے ہیں کیونکہ زیر دفعہ ۱۲۴ ان کے خلاف وارنٹ جاری ہونیوالے تھے اور انکو پتہ لگ گیا -

پولیس پر بم استعمال کئے گئے - مدراس ۴ر جولائی مدراس میل رقمطراز ہے کہ کارخانہ جات میں ہڑتال کے فسادات میں پولیس پر حملے ہوئے اور حملہ آوروں نے ایک قسم کے پھٹنے والے بم استعمال کئے - جنمیں شیشہ کے ٹکڑے بھرے ہوئے تھے - مگر کوئی نقصان نہیں ہوا -

گورنر پنجاب کا موسمی دورہ شملہ ۶ر جولائی - گورنر پنجاب جولائی کے آخر میں موسمی دورے کے لئے شملہ سے روانہ ہونگے - ہز ایکسیلنسی مجلس واضع آئین و قوانین کے اجلاس کے موقعہ پر لاہور میں تشریف رکھیں گے ۳۰ اور ۳۱ر جولائی کو آپ حصار کا دورہ کرینگے - یکم و ۲ر اگست کو آپ ریواڑی تشریف لیجائینگے - ۳ر سے ۵ر اگست تک کرنال کا دورہ کرینگے -

انگلشمین کی سو سالہ سالگرہ اخبار انگلشمین کلکتہ نے اپنا سو سالہ سالگرہ نمبر شایع کیا ہے ؛

خلافت کمیٹی امرتسر کی میزبانی مولوی ابو الکلام آزاد نے ۷ر جولائی کے وکیل میں عنوان بالا سے ایک مفصل خط شایع کرایا ہے - جسمیں بیان کیا ہے کہ وہ امرتسر ایک دفعہ بھی خلافت کمیٹی کے مہمان نہیں ہوئے - اور اگر خلافت کمیٹی کے حساب میں ان کی تین دن کی میزبانی دکھاکر روزانہ للعہ روپیہ خرچ ظاہر کیا گیا ہے - تو یہ قطعاً غلط اور صریح جھوٹ ہے -

مرادآباد کے قریب ریلوے پل ٹوٹنے کا واقعہ اس واقع کی تفصیل سے ظاہر ہے - جب گاڑی گری - تو ارد گرد کے لوگوں نے ڈوبنے والوں کی مدد کی بجائے ڈوبنے والی عورتوں کے زیور اُتار کر ڈبونا شروع کر دیا - ہندو مسلمان دونوں کی لاشوں کو اکٹھا تھوڑی سی ریت ڈالکر دفن کیا جارہا ہے - اور کتے - کوے اور چیلیں لاشوں کو خراب کر رہی ہیں - اور بہت سی گاڑیاں مردوں سے بھری پڑی ہیں پولیس نے تا حال لاشوں کے نکلوانے کا کوئی انتظام نہیں کیا ؛

شہزادہ ویلز کی آمد کے لئے تیاریاں بمبئی ۵ر جولائی - شہزادہ ویلز کی آمد کے متعلق حکومت بمبئی نے ایک سیاسی جماعت مرتب کی ہے باشندگان بمبئی کی ایک استقبالیہ

ممالکِ غیر کی خبریں

مسٹر ڈی ویلرا نے وزیر اعظم کی دعوت قبول نہیں کی

لنڈن ۹ ۲ر جون - مسٹر ڈی ویلرا صدر جمہوریت آئرلینڈ نے لنڈن میں جلسہ مشاورت میں شریک ہونے سے انکار کر دیا ہے - اور لکھا ہے کہ آئرلینڈ کے سیاسی معاملات کا فیصلہ سرزمین آئرلینڈ ہی میں ہونا چاہیئے -

مسٹر ولیرا کی دعوت قبول کر لی

سر جیمز کریگ کے ساتھ ہی مسٹر ڈی ویلرا نے کمی یونینسٹ اور امپیریل ہوس آف کامنز کے اراکین کو دعوت دی تھی - کہ ڈبلن میں آکر گفت و شنید کریں - چنانچہ سوائے سر جیمز کریگ کے سب نے اس دعوت کو قبول کر لیا ہے

آئرلینڈ کے لیڈر کی رہائی

لنڈن ۲ر جولائی - مسٹر بارٹن جو آئرلینڈ کی جمہوری حکومت میں وزیر زراعت کا عہدہ رکھتے ہیں - رہا کر دیئے گئے ہیں - کہا جاتا ہے کہ رہائی گفتگو صلح کے سلسلہ [illegible]

اتحادیوں کی غیر جانبداری

قسطنطنیہ کا تار ہے - کہ اتحادیوں نے اسمد کے مغرب میں ایک غیر جانبدار لائن قائم کر دی ہے - اسپر کچھ فوج رکھی جائیگی -

فرانس نے یونان کی مدد روک دی

پیرس - ۳۰ر جون - معاملات خارجہ کی کمیٹی کے ایوان نے آج مشرق قریب میں دوبارہ امن قائم کئے جانے کے حق میں ایک یہ ریزولیوشن پاس کیا ہے - کہ چونکہ اتحادی مداخلت سے یونان نے انکار کر دیا ہے فرانس یونانی حکومت کو کسی قسم کی مالی یا فوجی مدد نہیں دے سکتا -

پیروان کمال کیلئے قسطنطنیہ تک راستہ صاف ہو گیا

لنڈن ۲۹ر جون - قسطنطنیہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ یونانیوں کے اسمد خالی کر دینے کے باعث پیروان کمال کے لئے قسطنطنیہ تک رستہ صاف ہو گیا ہے -

قسطنطنیہ میں انگریزوں نے ایک سو روسی گرفتار کئے

لنڈن ۲۸ر جون - قسطنطنیہ کا ایک برقی پیام مظہر ہے کہ ایک ہمہ گیر سازش کا پتہ چلا ہے - یقین کیا جاتا ہے - کہ اس کی نسبت ہدایات ماسکو سے نافذ ہوتی تھیں - اور اس کا مقصد یہ تھا - کہ قسطنطنیہ میں اتحادیوں کے خلاف بلوہ کرائے - برطانی حکام نے ایک سو روسیوں کو گرفتار کیا ہے انمیں تین بالشویکی سفیر بھی ہیں ؛

یونانیوں نے شہر اسمد کو آگ لگا دی

لنڈن ۲۹ر جون - دیوان عام میں ایک سوال کے جواب میں مسٹر ہارمزورتھ نے بیان کیا - کہ یونانیوں نے ۲۷ر جون کی شام کو اسمد کا شہر خالی کر دیا تھا - شہر شعلہ زن تھا - اور سارے علاقہ میں بہت بڑی بے چینی تھی - متعدد ارمن اور غیر جانبدار ترک قسطنطنیہ کو بھاگ رہے تھے - بظاہرہ بہت خطرہ ہے کہ اس عام ابتری میں قتل عام نہ ہو جائے - مگر اتحادی کمشنر انتہائی زیادتیوں کے روکنے کے لئے ہر ممکن کارروائی کر رہے ہیں -

یونانی افواج کا محاصرہ

پیرس یکم جولائی - قسطنطنیہ کے ایک برقی پیغام میں دعویٰ کیا گیا ہے - کہ پیروان کمال سبنجہ کے نواح میں پہنچ گئے ہیں - اور بڑھے چلے آرہے ہیں - جرنیل کمالیس کے زیر کمان یونانی جنگی امداد پر تین توپ خانے بھی ہیں اور جوزیوس کی تنگ گذر گاہ کی حفاظت کر رہے تھے - ترکوں نے محاصرہ کر لیا ہے - اور بہت جلد ان کے شکست یاب ہونے کا خیال ہے ؛

برطانی قیدیوں کی روانگی

لنڈن ۲ر جولائی - لنڈن میں خبر موصول ہوئی ہے - کہ مانتانا نامی جہاز یکم جولائی کو ادالیہ سے روانہ ہوا اس جہاز میں سات افسر اور ۲ شہری سوار تھے - اور یہ سب کے سب انگریز اور پیروان کمال کی قید میں تھے ؛

یونانی سامان حرب کے ذخائر میں دھماکہ

سمرنا ۲ر جولائی - کل بعد دوپہر شہر سمرنا کے باہر یونانیوں کے خزائن اور سامان حرب کے جو ذخائر تھے - ان میں دھماکہ ہوا - کئی فوجی اور شہری ہلاک و زخمی ہوئے - آس پاس کے مکانات تباہ و برباد ہوئے -

جہازوں کی روانگی قسطنطنیہ کو

مالٹا - ۲ر جولائی - "امپیریئر آف انڈیا" اور "سنٹورین" نامی جہاز سارا قوسہ کو روانہ ہو گئے ہیں - اب صرف چند تباہ کن جہاز باقی رہ گئے ہیں - ان میں سے بھی چار کو فوری غیر متوقع طور پر قسطنطنیہ جانے کا حکم ہوا ہے اور وہ ۳ر جولائی کو روانہ ہونیوالے تھے -

مصطفےٰ کمال پاشا اور انور پاشا

انگورہ میں ترکان احرار اور انجمن اتحاد و ترقی کے ایجنٹوں کے درمیان ایک سخت جدوجہد جاری ہے - انجمن مذکورہ کے ایجنٹ انور پاشا کی شہ اور بالشویکی تائید سے اس جدوجہد میں حصہ لے رہے ہیں -

جدید ٹرکی میں مذہبی رواداری

ترک احرار نے تجویز کی ہے کہ ایک جدید کلیسا بنام "ٹرکش آرتھوڈوکس چرچ" جاری کیا ہے - اس کا صدر مقام قیصریہ (ایشیائے کوچک) میں ہوگا - اور جدید ٹرکی کے جو باشندے کلیسائے کے پابند ہونگے - وہ اس جدید کلیسائے کے احکام کی مطابعت کرینگے -

فلسطین میں ہنگامے

لنڈن ۳ر جولائی - یروشلم کا تار ہے - کہ ملاحوں کے آباد کار یہودیوں کے جافہ میں اترنے میں برخنہ اندازی سے وہاں چھوٹے چھوٹے ہنگامے ہو رہے ہیں - عربوں کے حملہ کے بعد جو قیام امن کے گاردوں پر کیا گیا تھا - عربوں پر فیر کرنے سے ایک عرب مارا گیا - اور چند زخمی ہوئے -

مصر سے اخراج

قاہرہ ۳ر جولائی - پرنس عزیز حسن جو زغلول پاشا کے سب سے بڑے معاون ہیں - ان کو حکم دیا گیا ہے - کہ وہ ۱۰ر جولائی تک مصر سے چلے جائیں ؛

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)